البدر

البدر اس سال میں جن ابتلاؤن کا نشانہ ہوتا رہا ہے۔ اگر غور کیا جاوے۔ تو اس کے نام کے اندر ہی ان تمام ابتلاؤن کی خبر اول ہی سے موجود تھی۔ کیونکہ ابتلا کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں زندگی بسر کرنا۔ اور پھر بھی اپنی چمک دمک سے عالم کو نہ محروم رکھنا بدر کا خاصہ ہے۔ ہمارے آقا اور امام علیہ السلام نے جس وقت اس کا نام **البدر** تجویز فرمایا تھا۔ تو اس وقت ہی ہمیں یہ خیال گذرا تھا۔ کہ ابتدائی حالتوں میں اس کی روشنی ماند بھی ہوجایا کریگی۔ اور پھر **حتیٰ عاد کالعرجون القدیم** کا مصداق ہو کر پھر اپنے کمال کو پہونچتا رہیگا۔ صرف ابتدائی حالتوں میں انقلابات کو اس لئے وابستہ کیا گیا ہے کہ اس کا نام بدر نہیں۔ بلکہ البدر ہے۔ پس ایک تو اس تخصیص کی وجہ سے اور پھر اس وجہ سے کہ یہ اسم مبارک اس مبارک وجود کا تجویز فرمایا ہے۔ جس کے زمانہ بعثت و ظہور کو لفظ بدر سے گہرا تعلق ہے۔ اور جس نے مظفر و منصور ہو کر قیامت تک اپنے نور سے اہل عالم کو منور کرنا ہے۔ ان وجوہات اور قدرت کے نظاروں پر نظر ڈالکر وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ احمدی قوم اس کی سرور اور تسکین بخش روشنی سے بیزار ہو کر اس ظلمت کو پسند کریگی۔ جو البدر کی عدم موجودگی سے پیدا ہوسکتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ سے توفیق پاکر ان بادلوں کو پھاڑ دیگی۔ جو کہ مخالف ہواؤں کے ذریعہ اس کے عالم تاب چہرہ کے سامنے آآکر اس کی روشنی کو ماند کرتی ہیں۔

البدر کے سرپرست اور ہمدرد اصحاب کے لئے یہ بات خوشی کا موجب ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ کہ اس کی موجودہ اشاعت ۶۰۰ ہے لیکن اس میں ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جس کی طرف اخبار نصف قیمت پر ہے۔ اور یا کسی صاحب نے فراخ دلی سے کسی کے نام جاری کرایا ہوا ہے۔ اب اس سال کے آخر میں چونکہ غیر معمولی التوا اشاعت میں ہورہا ہے۔ اس لئے ہمیں علم نہیں۔ کہ سال شروع میں اس اشاعت پر کیا اثر پڑے۔ ہاں یہ ضروری امر ہے۔ کہ جو لوگ اون خدمات کے قدر شناس ہیں۔ جو کہ البدر کے ذریعہ قوم کی ہوتی ہیں اور جنہوں نے اسے چھ سو تک .... اس خورد سالی میں پہونچا دیا۔ وہ تو اس کی ضروریات حقہ پر نظر ڈالکر کسی صورت سے پہلو تہی نہ کرینگے۔ اور دوسروں کی نسبت ہم کیا کہیں۔ ہماری چٹھی نمبر ۳ کے مطالعہ سے ممکن ہے۔ کہ ان کو بھی استقلال حاصل ہوجاوے۔

نوٹ۔ جو چٹھی اس نمبر میں ہے۔ اُسے ضرور ملاحظہ فرمادیں۔

خط و کتابت و [illegible]

امدادی فنڈ۔ منشی محمد یوسف صاحب [illegible] انبالہ جنہوں نے البدر کے امدادی فنڈ کے لئے بذریعہ ایک مراسلہ کے تحریک کی ہے۔ خود اس پر اس [illegible] کہ دو روپیہ بمد امداد کارخانہ کو ارسال کرنے [illegible] کو وصول ہوگیا ہے اور ہمیں اس امر [illegible] صاحب موصوف نے اپنے قول کو عملی جامہ پہنا دیا ہے۔ جسکی آج کل اشد ضرورت ہے۔

منشی محمد دین صاحب گرداور قانون گو نے منشی [illegible] دین صاحب کی تحریک اور اپنی وسعت حوصلگی سے اس سال ۵ روپیہ کارخانہ کی امداد کی ہے۔ اس سے قبل [illegible] روپیہ ارسال کئے تھے اور پانچ اب وصول ہوگئے ہیں۔

توسیع اشاعت۔ منشی محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم ایک خریدار البدر کو دیتے ہیں۔

منشی غلام محمد صاحب کورٹ انسپکٹر عدالت صدر کشمیر کی توجہ آج کل خصوصیت سے البدر کی توسیع اشاعت کی طرف مائل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کی ہمت اور کوشش کو بارآور کرے۔ آمین

بقایا دار۔ احباب کی توجہ خصوصیت سے صفائی حساب کی درخواست کار ہے۔ جن اصحاب نے کارخانہ کی ضروریات کو محسوس کرکے وی پی وصول کرلئے ہیں۔ یا خود قیمت ارسال کردی ہے ہم ان کا شکور ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس ہمدردی کی ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

استفسار

مکرمی ایڈیٹر صاحب البدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اکثر سننے میں آیا ہے کہ ممالک متوسط کے بعض اضلاع میں لوگ قلیل عمر میں بوڑھے ہوکر راہی عالم بقا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انکی آخری اور انتہا درجہ کی عمر تیس ۳۰ چالیس ۴۰ سال کی ہوتی ہے۔ اُمید کہ آپ یا آپکے اخبار گوہر بار پڑھنے والے اس امر پر روشنی ڈالیں گے۔ کہ آیا اس عمر کے لوگ ممالک متوسط یا کسی اور ملک میں بود و باش رکھتے ہیں۔ غالباً بہیل یا گونڈ وغیرہ اصلی باشندگان ہند ہونگے۔ والسلام

آپکا خادم عبد الرحمان مدرس ہائی سکول قادیان

ریویو

رسالہ فدک۔ یہ ایک ۴۰ صفحہ کا رسالہ مرزا احمد نذر علی صاحب پشاوری احمدی کی بے نظیر تصنیف ہے۔ مرزا صاحب اول خود مذہب شیعہ رکھتے تھے۔ لیکن فضل [illegible] جب دستگیری کی۔ تو اس سے کنارہ کش ہو [illegible] کے بعد آپ فرقہ احمدیہ میں شامل ہوئے [illegible] کچھ مذہب شیعہ کی نسبت تحریر کرینگے [illegible] ہوگا۔ اس چھوٹے سے رسالہ میں اپنے دوسرے [illegible] کو چھوڑ کر قرآنی حربہ سے کام لیا ہے [illegible] نہیں جاسکتا۔ اُمید ہے۔ کہ احمدی جماعت اس خدمت کو قبولیت کی نظر سے دیکھے [illegible]

یہ رسالہ ۳ قیمت اور [illegible] پر سید عبد الحی صاحب عرب قادیانی سے بھی ملتا ہے۔

رسید زر [illegible] ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

بابو غلام حسین صاحب حصار [illegible] منشی فقیر احمد صاحب امروہہ [illegible]
محمد قاسم صاحب شاہجہانپور [illegible] مستری غلام الٰہی صاحب سیر [illegible]
خواجہ غفار جو صاحب کولگام [illegible] محمد عبد اللہ صاحب بنگلور [illegible]
سید جلال صاحب ڈاکٹر بریلی [illegible] منشی طفیل احمد صاحب چندوسی امدادی فنڈ بابت سنہ ۱۹۰۵ء و سنہ ۱۹۰۶ء [illegible]
شیخ محمد عبد الرشید صاحب بٹالہ [illegible] بابو فخر الدین صاحب میانمیر [illegible]
میاں اللہ رکھا صاحب سمبڑیال [illegible] شیخ سراج الدین صاحب سانبھر [illegible]
چودہری کرم الٰہی صاحب [illegible] میڈیکل ہال بنارس اجرت اشتہار [illegible]
منشی محمد جعفر خاں صاحب منڈلہ [illegible]
سردار محمد ایوب بیگ صاحب میانمیر [illegible] سید احمد شاہ صاحب شیخ بدین [illegible]
منشی محمد حسین صاحب میانمیر [illegible] مرزا غلام رسول صاحب انرپور [illegible]
منشی محمد اروڑا صاحب کپورتھلہ [illegible] میاں دولت علی صاحب بھیرہ [illegible]
شیخ مولا بخش و فضل کریم صاحب [illegible] حکیم احمد دین صاحب سیالکوٹ [illegible]
حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی [illegible] منشی منصب علی صاحب کوٹلہ [illegible]
منشی دلاور خان صاحب کشمیر [illegible] منشی حیدر خان صاحب کوٹ [illegible]
جواہر بخش صاحب [illegible] جناب محمد مکی صاحب پشاور [illegible]
میاں شمس الدین صاحب کوہ مری [illegible] منشی محمد دین صاحب دائی چھٹہ بمد امداد [illegible]
منشی نواب خان صاحب گوجرانوالہ [illegible]
ایس۔ ایم۔ یوسف صاحب انبالہ بمد امداد [illegible] حاجی رحمان بخش صاحب میرٹھ [illegible]

اگلے صفحہ پر جو تقریر ہے وہ گذشتہ نمبر ۴۰ کا بقیہ ہے۔ دیکھو البدر صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۴ء

میراں [illegible]

ماہ رمضان اور روزہ

چونکہ ماہ رمضان قریب ہے۔ اس لئے مین نے ضروری سمجھا ہے کہ اس کے متعلق ضروری ہدایات اور پند ونصائح عوام کی.... واقفیت کے لئے درج اخبار کرتے جاوین۔ کیونکہ یہ ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے انوار اور فیوض..... خصوصیت سے اس مین نازل ہوئے ہین۔ اور تقوےٰ کی... راہون کے طے کرنے کے لئے جسقدر قدرت مومن کو اس ماہ مین حاصل ہوتی ہے۔ وہ دوسرے مہینون مین کم ملتی ہے حضرت حکیم نور الدین صاحب اور حضرت اقدس کی تقریرون سے بھی یہ امر واضح ہے۔ کہ حصول تقوےٰ کے لئے یہ مہینہ ایک غیر مترقبہ نعمت خداوندی ہے۔ گویا روزہ ایک تریاق ہے۔ جو سموم نفسانیہ کے دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور نفس کے سرکش گھوڑے کو اس ماہ مین تنبیہ دے کر سال بھر کی سواری کے لئے درست کر لیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہین۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہین۔ اور شیاطین کو زنجیرون سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہے۔ کہ دخول جنت کے بہت سے اسباب اس ماہ مین میسر ہوتے ہین اب... ذیل مین اختصار کے ساتھ روزہ کے ظاہری وباطنی آداب لکھے جاتے ہین۔ ظاہری آداب مین سے یہ باتین ہین کہ روزہ کے وقت مین دیدہ دانستہ کسی شئے کو کسی ذریعہ سے اپنے پیٹ مین نہ پہونچاوے۔ جماع اور اخراج منی نکرے اگرچہ بیوی سے بوس وکنار..... کرنا روزہ دار کے لئے ممنوع نہین لیکن جس شخص کو یہ خوف ہو۔ کہ وہ لذت نفسانیہ کا مغلوب ہو کر حد سے گذر جائے گا۔ یا اوس کی منی خارج ہو جاوے گی۔ تو اسے بوس وکنار سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص جنبی ہے۔ یا احتلام ہو گیا ہے۔ اور اس نے روزہ رکھ لیا ہے اور حالت ناپاکی مین صبح ہو گئی ہے۔ تو اس کے روزہ مین کسی قسم کا فرق نہ آویگا۔ وہ صبح کو غسل کرے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اور مریض و مسافر اور ہر ایک ایسا شخص جس کو روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے۔ پھر قضا کرے۔

سحری کو دیر کرکے کھانا۔ خرما یا پانی سے افطار کرنا۔ افطاری مین جلدی کرنا۔ کثرت سے اس ماہ مین خیرات کرنی۔ تلاوت قرآن۔ درس۔ روزا عتکاف۔ [illegible] و تہجد وغیرہ دیگر عبادات ونوافل کا انتظام اس ماہ مین زیادہ کرنا چاہیئے۔

سفر مین روزہ کی نسبت اگرچہ اخبارات الحکم والبدر مین یہ بھی شایع ہو چکا ہے۔ کہ روزہ کا رکھ لینا حرج نہیں۔ لیکن بعد کے فیصلون سے یہی فیصلہ قطعی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حالت سفر مین روزہ رکھنا اللہ تعالےٰ کے احکام کی بے حرمتی ہے۔ کیونکہ مومن کو بذات خود تو عبادتون کی ان صورتون سے کوئی تعلق نہین ہے۔ صرف احکام خداوندی کی تعمیل اور بجا آوری... اس کا کام ہے۔ اور مسافر کے لئے ارشاد خداوندی جو خاص ماہ رمضان کے لئے ہے۔ یہ ہے

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر پ۲ ر۲۳

ان آیات مین جو خاص ماہ رمضان کے لئے ہین۔ ارشاد خداوندی یہی ہے۔ کہ مسافر روزہ نہ رکھے۔ اور اس کی کو بعد مین پورا کرے۔

روزہ رکھنے کے باطنی آداب

صاحب حقیقت اکابر دین نے جن کو اللہ تعالےٰ نے نور فراست عطا کیا ہے۔ روزہ کو تین ۳ قسمون مین منقسم کیا ہے ایک ان مین سے عوام کا روزہ ہے۔ کہ ان کو روزہ سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کہ پیٹ اور شرمگاہ کو ان کی خواہشون اور آرزون کے پورا کرنے سے روکے رکھین دوسرا خاص آدمیون کا روزہ ہے۔ جن کی چشم بصیرت... عوام کی نسبت زیادہ کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ گویا معرفت کے چشمے کے قریب پہونچے ہوئے ہوتے ہین۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤن اور تمام اعضاء کو ان کے متعلق ہر ایک قسم کے گناہون سے روکتے ہین۔ مثلاً نظر کو نیچا رکھتے ہین۔ کہ وہ کسی غیر محرم عورت پر یا ایسی شئے پر جس کا دیکھنا حرام ہے۔ یا وہ فحش خیالات کی محرک ہے۔ نہ پڑ جاوے۔ زبان کو بے ہودہ باتون جیسے غیبت۔ چغلی۔ فحش گوئی۔ جھگڑے [illegible] بات کہنے سے باز رکھتے ہین۔ اور سوائے کلمہ خیر کے منہ سے نہیں نکالتے اسی طرح کانون سے کوئی بری بات یا ایسی آواز جو خدا سے غافل کر دینے والی ہو۔ نہین سنتے یعنے ایسی مجلسون اور موقعون سے پرہیز کرتے ہین۔ جہان لغو کانون مین ایسی باتین پڑ سکیں۔ اور ایسی ہی اپنے ہاتھ۔ پاؤن۔ دیگر اعضاء کو محفوظ رکھتے ہین۔ اور ان سے کوئی ایسا کام نہین لیتے۔ جس سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعظیم اور تعمیل مین فرق آوے۔ تیسری قسم روزہ کی وہ ہے جو کہ اخص خواص لوگ رکھتے ہین۔ گویا کہ وہ بحر معرفت کے تیراک ہین۔ کہ جہان چاہتے ہین۔ غوطہ لگا کر تفویض توکل رضا بہ قضا اور رضوان من اللہ کے بیش بہا خالص موتی جھولیان بھر بھر کر لے آتے ہین۔ اُن کا روزہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے دل اور دماغ مین کوئی بری ہمت اور دنیوی افکار ہرگز آنے نہیں دیتے۔ صرف اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور آخرۃ کی فکر مین محو رہتے ہین۔ اون کا مراقبہ اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اور روزہ سے اصل مقصد یہی ہے کہ اون تمام کمالات کو انسان حاصل کرے۔ اور اپنی نفسانی خواہشات اور آرزون پر حکمرانی کرنے کی اُسے عادت حاصل ہو۔

منجملہ اون باتون کے جو کہ روزہ کی متمم ہین۔ یہ بھی ہے کہ سحری اور افطار حلال رزق پر ہو۔ اور افطار کے وقت رنگا رنگ کی نعمتون سے شکم کو اسقدر پر کیا جاوے کہ رات کی عبادت اسے محال ہو۔ اور اصل مطلب روزہ سے ہے۔ وہ فوت ہو جاوے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو جو قوتین انسان کو برائیون کی طرف رغبت دلاتی ہین۔ اور شیطان کو حملہ کرنے کا موقعہ دیتی ہین۔ وہ کمزور ہو کر الٰہی ارشاد کے ماتحت کام کرین۔ غرضیکہ روزہ دار کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر ایک پہلو سے اس بات کی نگہداشت کرے کہ اس کے سارے دن کی محنت کسی ذراسی غفلت کی وجہ سے ضایع نہ جاوے۔ اسی واسطے افطار کے وقت خاص.... مومنون کی حالت امید وبیم مین ہوتی ہے۔ عام لوگون کو تو کھانے پینے کی فکر ہوتی ہے۔ اور ان کو یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ آیا میرا یہ روزہ قبول بھی ہوا ہے۔ کہ نہیں۔

تراویح کی نماز کی نسبت ہماری اپنی معلومات یہ ہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ماہ رمضان مین بعد از نماز عشا تین شب متواتر اسے با جماعت ادا فرمایا۔ لیکن چوتھی شب کو آپ وقت پر تشریف نہ لائے اور بہت دیر کے بعد صحابہ کرام کو فرمایا۔ کہ مجھے ان پر مداومت کرنے سے ان کے فرض ہو جانے کا خطرہ اس شب کے بعد التزام ترک کیا کر دیا۔ حضرت عمر رضہ نے یہ معلوم کرکے کہ اب انکی فرضیت تو کسی صورت مین نہیں رہی۔ ان کو با جماعت ادا کرنے کا التزام رکھا۔

اب رہی یہ بات کہ نماز تراویح کسقدر رکعت ہین۔ اور آیا یہ تہجد کی نماز سے علاوہ کوئی نوافل ہین۔ تو واضح ہو۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے ثابت ہے۔ کہ رمضان اور غیر رمضان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ۱۱ رکعت سے زیادہ جنمین وتر بھی شامل ہین۔ نوافل ادا نہین کئے اور انہی ۱۱ رکعت مین آپ نے بسا اوقات ساری ساری رات گذار دی ہے اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگون کے لئے جن پر آخر حصہ شب مین اٹھنا محال ہے نماز تہجد کو بعد از نماز عشا گذارنے کا نام ہی تراویح ہے ہمین خدا کے فضل سے ۳ ماہ رمضان قادیان مین گذرے ہین۔ لیکن حضرة اقدس اور دیگر صحابہ کبار کی شمولیت سے ہم نے کوئی التزام مروجہ

[illegible] ضرور ملاحظہ فرماوین

حضرت اقدسؑ کے مبارک ارشاد پر فدا ہوجانے والی پر جوش روحوں کی احتیاج۔

ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ نے رسالہ میگزین موسومہ ریویو آف ریلیجنز کی کثرت اشاعت کی اشد ضرورت کو محسوس کرکے جملہ احباب و مخلصین کی توجہ کو اس رسالہ میگزین کی اعانت و امداد کی طرف مبذول کرکے پرزور تاکیدی الفاظ میں ظاہر فرمایا تہا۔ کہ اسکی تعداد اشاعت کسی صورت میں دس ہزار سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس تاکیدی ارشاد میں حضرت اقدس علیہ السلام کا ایما تہا۔ اور سخت تاکیدی حکم تہا۔ کہ۔

"اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قایم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے۔ اور ساتہہ ہی فرمایا۔ اور حد سے بڑہ کر تاکیدی الفاظ میں فرمایا۔ کہ۔

"میں پورے زور کے ساتہہ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمت دکہلاویں اور اس خدمت میں جان توڑ کر کوشش کریں۔"

حضرت اقدس کے اس حد سے بڑہے ہوئے تاکیدی حکم کی تعمیل میں ابتدائی تازہ جوش میں اکثر مقامات کے باہمت احباب و مخلصین نے پوری جوانمردی و اخلاص مندی کا بین نمونہ دکہلایا۔ اور اس سعی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ قلیل عرصہ میں تعداد خریداری اڑہائی ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ لیکن خاص مقامات سے خاص وقت کے لئے ان جوش ہائے اعانت کا ابہر کر جہوٹ دہیما پڑ جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس حکم کو مختص المقام یا مختص الزمان قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حکم جملہ افراد جماعت احمدیہ کے لئے ہمیشہ کے لئے واجب العمل تہا۔ اور کم از کم جب تک تعداد خریداری دس ہزار تک نہ پہنچ جاتی۔ اپنے باہمت احباب کو اس کی اعانت میں کوئی پہلو کوشش کا فرو گذاشت نہیں کرنا چاہیئے تہا۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑہانا مناسب و شایان تہا۔

چونکہ حضرت اقدس کی فرمائی ہوئی تعداد تک رسالہ کے پہنچنے میں ابہی بہت کمی ہے۔ اس واسطے جملہ برادران واحباب کی خاص توجہ و ہمت درکار ہے۔ علاوہ مالی اعانت کے اگر اپنی ہماری جماعت احمدیہ میں سے پانچ فیصدی بہی ایسے باہمت مخلص احباب نکل آویں۔ جو کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنیں۔ تو تعداد خریداری تجہیناً دس ہزار سے بہی بڑہ جاتی ہے۔ امید ہے۔ کہ جملہ برادران حضرت اقدس کے اس تاکیدی ارشاد کو ہمیشہ تازہ ارشاد سمجہ کر رسالہ ہذا کی کثرت اشاعت کے لئے اپنے من تن دہن غرضیکہ کسی قسم کی امداد سے دریغ نہ رکہیں گے۔ دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام سعادتمند روحوں کو امام صادق علیہ السلام کے حکم کی بجا آوری کے لئے ایک تازہ جوش سے پر کردے۔ اور مامور و مرسل من اللہ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی باتیں (جو مشیت ایزدی سے نکلی ہیں۔ اور ضرور پوری ہوکر رہیں گی) پوری ہوں۔ اور معاونین اپنی اس سعی فی سبیل اللہ کے صلہ میں حسنات و ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ اللہ کرے۔ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین

نوٹ۔ تمام درخواست ہائے خریداری و اعانت بنام منیجر صاحب میگزین ہونی چاہیئے۔ منیجر

افضلیت حسینؑ کے شیدائی غور کریں

شیعوں کو تو یہ حق ضرور حاصل ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسین علیہ السلام کے بالمقابل اپنی افضلیت کا ذکر خیر فرماویں۔ تو جو کچہ انکے منہہ میں آوے۔ کہہ گذریں کیونکہ جو درجہ معبودیت اور کل انبیاء سے فضلیت کا اہل شیعہ نے حسین علیہ السلام کو دے رکہا ہے۔ وہ اسی بات کو چاہتا ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے۔ تو ان مسلمانوں پر جو کہ اہل سنت وجماعت کہلا کر پہر اہل شیعہ کے ہم زبان ہو رہے ہیں۔ اور اپنے ان اعتقادات کو جو کہ امام خلفائے راشدین اور امام اربعہ کی نسبت انکے ہیں۔ پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور بغض اور تعصب سے اندہے ہونے کی وجہ سے شیعوں کے قدم بقدم چلکر چاہتے ہیں۔ کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کی نسبت زبان طعن و تشنیع دراز کریں۔

دراصل ان لوگوں کو ایک بڑی غلطی لگی ہے۔ جسکی وجہ سے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قسم کے کلمات سے ٹہوکر کہائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کا ہے اور اہل سنت والجماعت کے اعتقاد میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو حضرت حسین علیہ السلام پر فضیلت ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ اور حضرت عمر رضا اور عثمان رضی اللہ عنہم جو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ ان تمام کے ہاتہہ پر دوسرے اصحاب کبار اور مومنین کے ساتہ حضرت حسین علیہ السلام نے بہی بیعت کی۔ اور اطاعت کا اقرار کیا۔ جس سے خلفائے راشدین کی فضیلت حسین علیہ السلام پر ظاہر ہے۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کو جو آپ کا خلیفہ ہے۔ اس پر فضیلت نہ ہو۔ ورنہ بصورت دیگر ان کو ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ سب سے بڑی غلطی حضرت صدیق اکبر رضہ سے ہوئی۔ کہ حضرت حسین جیسے امام کی موجودگی میں ان سے اور انکے والد ماجد سے آپنے بیعت لی۔ اور نہ صرف صدیق اکبر رضہ بلکہ حضرت عمر اور عثمان رضہ پر بہی یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو حضرت حسین پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ تو کیا وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ کو آپ پر فضیلت ہو۔ اور پہر اس طرح سے ... کل اصحاب کبار پر آتا ہے۔ کہ باوجود حضرت حسین کی موجودگی کے انہوں نے دوسرے لوگوں کو خلیفہ اور امام منتخب کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو یہ خدمت سپرد نہ کی۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جب ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ اس امت کے خلفائے راشدین کو حضرت حسینؑ پر فضیلت ہے۔ تو حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام یعنے حضرت مرزا صاحب کو بہی اُن پر فضیلت ہونی چاہیئے۔ راوی ہے۔

کچہہ عورتوں کی نسبت ؏

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سلسلہ کیلئے دیکہو نمبر ۳۰ صفحہ

(۴) ابن عباسؓ نے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو یہ چار چیزیں مل گئی ہوں۔ اس نے دنیا وآخرت کی بہلائی پائی۔ (۱) شکر کرنے والا دل (۲) اللہ کا ذکر کرنے والی زبان (۳) ابتلاؤں پر صبر کرنیوالا دل (۴) ایسی بیوی جو نہ اپنے وجود میں خیانت کرے۔ نہ شوہر کے مال میں۔ (نقل کیا اسی بہیقی نے)

(۵) طلق بن علیؓ نے روایت کی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنی کسی ضرورت کے لئے بلائے تو اُسے فوراً حاضر ہوجانا چاہیئے خواہ کہانا پکا رہی ہو (ترمذی نے اس کو نقل کیا)

(۶) ام سلمہؓ نے کہا ہے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت اس حال میں مرے۔ کہ اسکا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں ہوتی ہے (ترمذی نے اُسے نقل کیا)

(۷) انسؓ سے روایت کی ہے۔ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہنے والی اور رمضان کے مہینے کے روزے رکہنیوالی اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنے والی عورت کو حق حاصل ہے کہ جس دروازے سے چاہے۔ جنت میں داخل ہو (ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا)

اخیر میں میں دعا کرتی ہوں۔ کہ خداوند کریم میری بہنوں کو تابعداری شوہروں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

ایک احمدی خاتون از ضلع گجرات

البدر کی نسبت بہی اپنی بانو شش کا خیال رہے (اڈیٹر)

قوت ہو تو اسکے مقابلہ کیلئے قلم اٹھائیں یہاں قابلیت کا موازنہ اچھی طرح سے ہو جاویگا۔ یہ مسئلہ جسقدر نازک ہے اسیقدر اہم ہے اور ہر شخص خواہ کسی ملت و مذہب کا کیوں نہ ہو اس سے لطف اٹھا سکتا ہے۔

جب معجزہ اور نبوت کی بحث ختم ہو جائیگی تو دیکھنے والے مرزا صاحب کی نسبت بہت کچھ نتائج پیدا کر سکیں گے۔ یہ مضمون ہم نے اپنی کتاب مقدمہ تفسیر الفرقان سے نقل کیا ہے یہ وہی کتاب ہے جسکی تصنیف پر ہمیں بڑا ناز ہے اور جسکی نسبت ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا صاحب معہ اپنے کل مریدوں کے بھی اگر زور لگائیں تو ویسی چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتے۔

اوّل - حیرت صاحب کا یہ مضمون جو انہوں نے بطور چیلنج پیش کیا ہے اور جسکی بابت وہ بیان کرتے ہیں کہ اخبار میں اپنی **مصنفہ** کتاب مقدمہ تفسیر الفرقان سے نقل کیا ہے کتاب ہی صفحہ ۴۰۵ سے ۴۶۳ تک چھپا ہوا ہے جسکے کل ۵۹ صفحے ہوتے ہیں۔ غالباً حیرت صاحب اسقدر صفحوں کی تعداد دیکھ کر مبہوت ہو لیتے ہونگے کہ ہمنے اس قدر طول طویل مضمون گھڑ دیا ہے اور وہ بھی معجزہ اور نبوت پر سو ہم نے ایک رسالہ لکھنا شروع کیا ہے جو انشاء اللہ عنقریب ختم ہو جاویگا اور پبلک کیواسطے دیدیا جاویگا اسمیں منجملہ اور تمام اعتراضات پر نہایت تفصیل سے بحث کرنیکے اس مضمون پر بھی اچھی طرح سے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی ہے کہ اوّل تو مفصل بحث کرنیکے لئے البدر کے مختصر کالم برداشت نہیں کر سکتے۔ اس میں حتی المقدور بہت کچھ اختصار کیا جاتا ہے (دوئم) یہ کہ گذشتہ ماہ کے سفر میں اس رسالہ کے مضمون کو عموماً پسند کیا گیا ہے اور رسالہ کیصورت میں چھاپنے کی بابت زور دیا گیا ہے جسوقت وہ رسالہ شایع ہوگا تو پبلک کو اچھی طرح سے معلوم ہوگا کہ آجکل کے مدعیان ہر فارم کے ذاتی کیا حالت ہے اور کس طرح انکے پردے ایک خاص حد تک ڈھکے رہتے ہیں اور جب وہ ازراہ تکبر و شوخی مامور من اللہ کے درپے ہوتے ہیں تو کس کس طرح سے اور کن کن پہلوؤں سے انکی پردہ دری ہوتی ہے۔ اس مضمون پر اس رسالہ میں ہمنے اس طرز سے بحث کی ہے کہ اوّل کل مضمون کی بقید صفحہ ایک کامل فہرست بنالی ہے بعدہٗ فضولیات جنکو نفس مضمون سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اسکو علٰحدہ نظر انداز کر کے یا اسپر مختصر ریمارکس کرنیکے بعد باقی مضمون کا وہ حصہ جو کسی قدر کار آمد ہے اور الٹی سیدھی خواہ کیسی ہی کیوں نہو لیکن نفس مضمون پر اس نے کسیقدر بحث کیگئی ہے علٰحدہ کر لیا ہے۔ اس حصہ مضمون میں جن جن امور پر حیرت صاحب نے بحث کی ہے اسکی بابت یہ ثابت کر دیا ہے کہ مذہبی دنیا میں حیرت صاحب کی پیدائش سے پہلے یا یہ کہ حیرت صاحب کے اس مضمون سے پہلے ہماری جماعت کیطرف سے ان امور پر ایسی عالی اور جامع بحث ہو چکی ہے کہ جسکے مقابلہ میں انکے بیانات بالکل غیر مکمل اور ہیچ ہیں۔ امید ہے کہ حضرات ناظرین اس طرز بحث کو پسند فرمارینگے۔ اور اگر وہ اسمیں کوئی ترمیم تجویز فرمائینگے یا اس سے عمدہ کوئی اور طریق سمجھا دینگے تو اس سے بھی فائدہ اٹھالوں گا۔ اب اسی اصل مضمون کو خلاصہ کر کے کسیقدر ناظرین البدر کی دلچسپی کے لئے پیش کرتا ہوں۔

اس مضمون کی حیرت صاحب نے ان الفاظ میں تمہید اٹھائی ہے ‘‘**مختلف زبانوں میں** ایک چیز کا نام علٰحدہ علٰحدہ بیان ہوا ہے کیا الفاظ کی تبدیلی نے اس چیز کی اصلیت میں کچھ فرق پیدا کر دیا مثلاً اردو میں گھوڑا کہتے ہیں فارسی میں اسپ کہتے ہیں انگریزی میں ہارس کہتے ہیں اسی طرح ہر زبان میں اس جانور کا نام علٰحدہ علٰحدہ ہے کیا اسکی اصلیت اور حقیقت میں الفاظ کی تبدیلی سے کچھ فرق آگیا اسی طرح سے معجزہ کرامت معونت - ارہاص اور استدراج سب چیزیں ایک ہی ہیں اور انمیں الفاظ کی تبدیلی کچھ بھی فرق نہیں پیدا کر سکتی’’

اب یقین ہو کہ ناظرین حیرت صاحب کے دعوے اور دلیل میں فرق کرنیکی قابلیت کی ضرور داد دیتے ہونگے کیونکہ اوّل تو انہوں نے معجزہ کرامت وغیرہ کی بابت لکھا ہے کہ مختلف زبانوں میں ایک چیز کا نام علٰحدہ علٰحدہ بیان ہوا ہے۔ بھلا یہ کیوں نہ بتایا کہ کون کونسا لفظ کس کس زبان کا ہے یعنے اردو - فارسی - انگریزی - عربی - ترکی پشتو - عبرانی کس کس زبان کا کونسا لفظ ہے جس طرح سے گھوڑی کی تشریح کی تھی اسی طرح سے جب معجزہ - کرامت وغیرہ مختلف زبانوں کے الفاظ ہوئے تو اسکی حیرت صاحب کو تشریح کرنی چاہیئے - کیا ہوا انسان سے ہی خطا ہوتی ہے اب اسجگہہ ایک حاشیہ چڑھا دینا چاہیئے۔

ناظرین! دیکھا یہ تو حیرت صاحب کے مضمون کی ابتدائی حالت ہے جسکی بابت انہوں نے صفحہ ۴۰۶ پر بیان کیا ہے کہ ‘‘نبوت اور منشاء نبوت کو بہت کم سمجھا گیا ہے سب ساکت ہیں کسی نے اٹکل پچو کچھ بیان کیا ہے تو وہ ناکافی ہے’’

خیر اس سے آگے ۴۰۷ صفحہ پر حیرت صاحب نے ان الفاظ میں جو شیخی ماری ہے ‘‘کہ اگر ...... خدائی ہاتھ نے میرے ساتھ کام کیا تو تمام معارف اور شریعت کے دقائق آئینہ ہو جائینگے اور حقیقت کے رازوں کے چہرہ سے پردہ اٹھ جائیگا - اور ہر شخص کو نجات کا راستہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگے گا -’’

اب تو یقین ہے کہ ناظرین کو انتہا درجہ شوق اسبات کے معلوم کرنیکا ہوگا کہ آیا وہ معارف و دقائق اور شریعت کے راز جنکا حیرت صاحب نے ذکر کیا ہے کیسے ہونگے اسلئے ان کو میں زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں اسکے مختصر سے بانگی اسی صفحہ کے مفصلہ ذیل عبارت سے انکو معلوم ہو جائیگی ‘‘اس تحریر میں یہ دقت ہے اول اصول اسلام مد نظر - اور علوم جدیدہ آنکھیں دکھاتا ہے کہ مشاہدات کا خلاف نہو - اور ذاتی عقیدہ اور یقین آنکھیں بدل رہا ہے ... تینوں باتوں کا نبھانا ہے جو کٹھن کام ہے’’

اب غور کرنا چاہیئے اسجگہ حیرت صاحب نے خود ہی بیان کر دیا ہے - ۔ - ہاں تو وہ جو میر چڑھ کر بولے - اس بحث میں گویا تین مختلف باتوں کا خیال رکھا گیا ہے (۱) اصول اسلام (۲) علوم جدیدہ - (۳) ذاتی عقیدہ اور یقین -

اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے جسطرح سے علوم جدیدہ اور اصول اسلام دو علٰحدہ چیزیں ہیں اسی طرح اصول اسلام اور حیرت صاحب کا ذاتی عقیدہ اور یقین دو علٰحدہ علٰحدہ چیزیں ہیں جنکو اس مضمون میں حیرت صاحب نے نبھایا ہے - یہ ہیں حیرت صاحب کے معارف جنکو اصول اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے - اب حیرت صاحب! دیکھو یہ ہے تمہاری مخالفت اصول اسلام سے - جسقدر فرمائشی گالیاں تمنے ہمکو سنائی ہیں اب تم کو چاہیئے کہ اپنی اس حماقت پر وہ تمام گالیاں واپس لے کر تم

نوٹ: اہل اسلام [illegible] ضرور ملاحظہ فرماویں

حقوق اخوت

حقوق اخوت کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کو جہاں دوسری باتوں کی نگہداشت ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ آپس کا اختلاط صرف اخوت کی بناء پر ہو۔ رسم اور رواج کی حد سے بچا جاوے حضرۃ امام الزمان علیہ السلام کی بار بار تاکید ہے کہ تمہاری عبادت رسمی اور بے جان نہ ہو۔ جو انسان کو کوئی قرب الٰہی نہیں بخشتی بلکہ بعد کا باعث ہوتی ہے۔ اور چونکہ حقوق اخوت کی ادائگی بھی بمنزلہ عبادت کے ہے اسلئے ضروری ہے کہ اس اختلاط میں بھی رسم و رواج کا دخل نہ ہو تاکہ عنداللہ وہ کوئی قدر اور قیمت پاسکے پس اسلئے یہ امر بہت ضروری ہے کہ جب ہم اپنے بھائیوں سے ملیں اور کلام کریں تو اسوقت ہمیشہ اپنے نفس کو ٹٹولتے رہیں کہ آیا ہمارا طرز کلام معمولی رسمی اختلاط کے طریقوں پر مبنی ہے یا کہ ہمیں کسی روحانیت اور اوامر الٰہی کی تعظیم کی رنگینی بھی پائی جاتی ہے اور جیسے عام دنیادار اپنے اغراض دنیاوی کے حصول کے لئے آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور اختلاط کرتے ہیں ہمارا مل بیٹھنا دینی حیثیت سے ان سے متمیز ہے کہ نہیں۔ اور جیسے ان لوگوں کی غائت مقصود کچھ دنیوی فائدہ ہوتا ہے اور یہی انکا اجر محدود ہے جو اس اختلاط سے وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارا مقصود بھی وہی ہے یا کہ محض رضائے الٰہی مدنظر ہے اسی لئے اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تمہارا بھائی فی اللہ ہو تو اس سے اپنے دنیاوی معاملات ہرگز نہ کرو۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی معاملہ ہی مت کرو۔ بلکہ یہ کہ دنیا کے خیال سے نہ کرو۔ للہ کرو تاکہ تمہارا مقصود خدا کی رضامندی ہو اور جب ان لوگوں کے ایسے معاملات تھے اور اسطرح سے اپنے اختلاط میں انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا تھا تب ہی تو وہ لوگ اس قسم کی نظیریں چھوڑ گئے جیسا کہ مروی ہے کہ فتح موصلی اپنے ایک دوست کے ہاں گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے آپ نے انکی لونڈی کو حکم کیا اور وہ بازار سے صندوق لے آئیں جسمیں سے اپنی حاجت کی شے انہوں نے نکال لی اور چلے گئے جب صاحب خانہ یعنی انکا محبی اللہ دوست گھر آیا تو لونڈی نے ان سے یہ حال کہا انہوں نے خوش ہو کر فرمایا کہ اگر تو سچی ہے تو میں نے تجھے اس [illegible] کیواسطے آزاد کردیا ہے اور ایسے ہی ایک شخص حضرۃ ابوہریرہ کے پاس آیا اور آپ سے اخوت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو اخوت کا حق بھی جانتا ہے اس نے کہا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس اخوت کے بعد تو اپنے دینار و درہم کا مستحق مجھ سے زیادہ نہ رہیگا۔ اس نے کہا کہ مجھے ابھی اتنی قوت نفس کے اغراض کی قربانی کی نہیں ہے حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ پھر آپ رخصت ہوں

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی جیب میں ہاتھ ڈالکر جو چاہتا ہے بدوں اسکے اجازت کے لے لیتا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ تم بھائی نہیں ہو اور کچھ لوگ حضرت حسن بصری رض کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آپ نے نماز پڑھ لی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ لوگوں نے کہا۔ کہ بازار والوں نے تو ابھی نہیں پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ بازار والوں سے دین کا طریق کون سیکھے ان لوگوں میں تو اسقدر اجنبیت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ انمیں کوئی اپنے دوسرے بھائی کو ایک پیسہ تک نہیں دیتا۔ اور حضرت ابراہیم ادہم نے ایکبار اپنے رفیق کا ایک گدھا بدوں اسکی اجازت کے ایک اور شخص کو پیادہ پا دیکھکر دیدیا اور اس رفیق نے آکر کوئی اظہار رنج نکیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اخوت کا یہ حال تھا کہ انمیں سے ایک کے پاس ایک بکری کی سری ہدیہ میں آئی انہوں نے سوچا کہ میرے فلاں بھائی کو میری نسبت سے اسکی زیادہ حاجت ہے اسلئے وہ انکے پاس بھیجدی۔ ایسے ہی اس دوسرے نے سوچا کہ میری نسبت فلاں کو زیادہ حاجت ہے اُسنے تیسرے کے پاس بھیجدی اور تیسرے نے اس خیال سے چوتھے کے پاس اور چوتھے نے پانچویں کے پاس اور پانچویں نے چھٹے کے پاس حتے کہ چھٹے نے ساتویں کو دی۔ اور پھر اس ساتویں صحابی نے اسی خیال سے کہ شاید فلاں کو زیادہ حاجت ہوگی۔ ایک اور کے پاس بھیجی۔ اور یہ آخری وہ اول شخص تھا جس نے دوسرے کے پاس بھیجی تھی۔ غرضیکہ قوم میں قومیت کی روح ہرگز پیدا نہیں ہوسکتی۔ جب تک دوسرے بھائی کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم نکیا جاوے اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جبتک کہ ایمان اور یقین میں ترقی نہو۔ اور صحبت صادقین میں کچھ عرصہ گذارا نہو۔ اس قسم کے مضامین پڑھنے اور عملی نمونوں کے مطالعہ کرنے سے اسمیں شک نہیں کہ طبیعت میں اس قسم کے نمونہ قائم کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی استقامت حاصل نہیں ہوتی کہ یہ اعمال جزو طبیعت ہو کر ہمیشہ صادر ہوتے رہیں۔ بلکہ ذاتی تجربہ میرا ایسا ہے کہ اثر بہت جلد باطل ہوجاتا ہے اسکے قیام کیلئے اکسیر علاج جو کہ تجربہ میں آیا ہے وہ کاملین کی صحبت ہے۔ اور ہمارے احباب کے لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہرا تعلق محبت و انس اور اطاعت اور آپکی مزکی نفس مجلس میں رعایت آداب کے ساتھ دیر تک رہنا ہے کہ جس سے ایسی باتوں پر عملدرآمد کی قوت خدا کے فضل سے محل اور موقعہ کی رعایت سے پیدا ہوتی رہتی ہے پھر یہ اس قسم کے اعمال ہیں۔ کہ انمیں ریا اور عجب کو بھی دخل ہوتا ہے اور جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہو تب تک انسان ان بلاؤں سے کب بچ سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ

مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

عیسویت کی آخری کوششیں

ہرچہ درست از جاں بشوید
ہرچہ در دل دارد بگوید

حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک نفوس کی برکت سے چونکہ اب عیسائی مذہب پر موت وارد ہو رہی ہے۔ اسلئے عیسویت بھی پورے زور سے وار کرنا چاہتی ہے۔ اور پادری لوگ جان توڑ کوشش میں لگے ہیں۔ کہ جسطرح ہوسکے کل ہندوستان کو عیسائی بنایا جاوے اور مکہ معظمہ پر بھی حملہ کیا جاوے۔ لنڈن کے ایک رسالہ انیسویں صدی میں ایک پادری صاحب نے انگریزوں کو رائے دی ہے کہ ملک عرب کے سربستہ راز کا چونکہ اب تک پتہ ٹھیک ٹھیک نہیں لگا جسکی وجہ سے ان کو اپنے جال وہاں پھیلانیکا موقعہ ملا نہیں آیا اسلئے چاہئے کہ ایک مہم بیلونوں یعنی غباروں میں چڑھا کر بھیجی جاوے۔ جو کہ اوپر سے دوربینیں وغیرہ لگا لگا کر وہاں کے حالات معلوم کریں۔ اور ایک دوسرا اخبار بالی لنڈر ہے۔ جو کہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کرنے کی صلاح دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ لاسہ کا راز تو طشت از بام ہوچکا۔ مکہ کی باری کب آویگی۔ اور اب حال میں لارڈ نارسٹک نے بذریعہ ٹائمز اخبار کے گورنمنٹ کو رائے دی ہے کہ تمام ہندوستان کو عیسائی بنا دیا جاوے۔ تاکہ باشندگان ہندوستان کی تفرقہ بازی کا قلع قمع ہو کر سب لوگ ایک مذہب اور ایک قوم ہو جاویں۔ اور انگریزی راج کو استحکام ہو۔

گناہ سے بچنے کا علاج

جو کہ حضرۃ حکیم نورالدین صاحب نے ایک شخص کے استفسار پر فرمایا

(۱)۔ ہر وقت موت کو یاد رکھے دنیا و مافیہا کو فانی خیال کرے۔

(۲) خدا پر کامل ایمان ہو اور اسے حاضر ناظر جانے تو گناہ صادر نہیں ہوسکتا

(۳) گناہ سے محفوظ رہنے کیواسطے بہت دعا مانگے یوسف علیہ السلام دعا ہی کے ذریعہ بچ گئے

(۴) یقین رکھے کہ نیکی اور بدی ایک سلسلہ ہے اگر نیک کام کرینگے تو نیکیوں میں بڑھتے جائینگے اور نیک نتیجہ پاوینگے اور اگر بد کام کرینگے تو برائیاں بڑھینگی اور برا نتیجہ ملیگا۔ اسکی مثال ایک بیج کی سی ہے کہ جب وہ بویا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ نشو و نما اختیار کرتا ہے اور پھر درخت بن جاتا ہے یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ مبارک وہ انسان جسے خدا تعالیٰ ان باتوں کی توفیق دے۔ منجملہ علاجوں کے صحبت صادقین بھی ایک بڑا علاج ہے جسکی برکت اور اثر سے گناہ کی طاقت سلب ہوتی جاتی ہے۔ اور نیکی کے قوی نشو و نما پاکر اپنا کام کرنے لگتے ہیں:

خلاصہ خطبہ جمعہ

جو کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۲۶ اگست کو بمقام قادیان پڑھا

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

یہ ایک مجمع ہے جسے خدا نے جمعہ کی مناسبت سے جمع کیا ہے مختلف مقامات کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ لہذا ہر ایک کی یہی نیت ہے کہ خدا نے جو نعمت (مسیح موعود کا وجود) بھیجی ہے۔ اُس سے حصہ لیا جاوے۔ خدا تعالیٰ راضی ہو اور آخرت کا کچھ اور سامان پیدا ہو۔ اس مناسبت سے میں نے اللہ تعالیٰ کی کلام میں سے یہ آیت پڑھی ہے۔ اسکا ترجمہ یہ ہے اے مومنو متقی بن جاؤ اور وہ تقوےٰ اختیار کرو جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اور ہر ایک نفس اس غور اور فکر میں لگ جاوے کہ کل جو آنیوالا ہے اسکے لئے میں نے کیا سامان کیا ہے یہ ایسی بات ہے کہ ایک مومن کے بدن پر لرزہ ڈالدیتی ہے اور اسے منکر جسکے بدن کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایکدفعہ فرمایا کہ اگر جہنم کا ذکر آوے اور انسان کا قلب رقیق نہو۔ تو وہ سمجھے کہ اسکے سینہ میں دل نہیں بلکہ پتھر رکھا ہوا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن مومنین کی تعریف کی ہے جنہوں نے خدا کی کلام کا ادب اسطرح کیا ہے۔ جیسے فرمایا ہے یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا اور اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ خدا تعالیٰ کا مقصود کامل کلام اور کامل نبی کے نزول سے یہی ہے کہ الوہیت کے ادب اور تعظیم کو عبودیت پورے طور پر قبول کرلیوے خدا تعالیٰ کی خشیت اور خوف بھی اپنے اندر ایک سرور اور لذت رکھتی ہے اور دوسرے کسی شے کی خشیت میں یہ خاصہ نہیں ہے ایک درندے کی خوف اور خشیت کا نتیجہ نفرت ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی خشیت کا نتیجہ محبت اور اُنس ہوتا ہے دوسرے کے خوف اور ڈر سے طاقت زائل ہوتی ہے لیکن خدا کے خوف سے طاقت اور قوت بڑھتی ہے دوسرے کے خوف اور خشیت سے انسان دور ہوتا جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے وہ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے۔ ایسے ایک زمانہ میں جبکہ دنیا خدا کے وجود سے انکار کر رہی ہے اور دل اُس سے شکوک و شبہات میں ہیں میں نے آزما کر دیکھا ہے کہ ایک ہی شے ہے جو کہ خدا کو دکھا دیتی ہے اور وہ اس مامور من اللہ کی مجلس ہے۔ ایک عرصہ سے میں اس خدا کے مسیح کی صحبت میں ہوں اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں نے اسکی مجلس میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا چکھ لیا اور پرکھ لیا ہے ٭٭٭

اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا کو لطیف۔ الخبیر اور علیم مانکر انسان کیسے خرابکاری کے منصوبہ کی دلیری کرسکتا ہے اور اگر اسکا ایمان ہے کہ خدا رازق ہے تو پھر وہ فحش اور چوری وغیرہ سے خدا کو ناراض کرکے کیوں رزق تلاش کرتا ہے۔ تقوےٰ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات اسما کا جو حق ہے وہ انکو پورا دیا جاوے۔ اور اُسکی ہر ایک صفت کے مقابلہ پر اُس کا ادب بجا لاوے کیا ایک شخص اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کلمہ زبان سے نکالکر پھر خدا تعالیٰ پر دروازہ شکایت کا کھول سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یا تو وہ منافق ہوگا کہ ایکطرف تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی شکایت کرتا ہے اسلام کا سچا مفہوم جو کہ خدا تعالیٰ سے آشتی اور صلح ہے وہ کوٹ کوٹ کر ان الفاظوں میں بھرا ہوا ہے اور اسلام کا یہی کمال ہے کہ رضا بقضا۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر طرح سے صلح کی جو تعلیم قرآن شریف کے ابتدا یعنے الحمد للہ کے الفاظ میں دیگئی ہے وہ تمام صوفیوں کی انتہا ہے جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو پورے طور پر سمجھکر کہتا ہے وہ ایک بہشت میں ہے کیونکہ بہشت کی آخری منزل بھی یہی ہے اور جنتیوں کی دعا بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

اب اے برادران طریقت ان آیات کے پڑھنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تمہارا یہاں پر اکٹھا ہونا ایک میلا اور تماشا نہ ہو۔ جن اغراض اور مقاصد پر لوگ سالانہ عُرسوں اور میلوں میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ غرض اور مقصد تمہارا ہرگز نہ ہو اور تم لوگ اپنی اوقات کو رائیگاں نہ کرو جسطرح مسیح دین اور خدا تعالیٰ کی خدمت میں گداز ہو گیا ہے اسیطرح تم بھی گداز ہو جاؤ میں نے بارہا مسیح موعود کو کہتے سنا ہے کہ میں ایک نرمی آدمی ہوں میرا رونا اور چیخنا خدا سنتا ہے کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کیجاتی ہے اُسے چور اور ڈاکو کہا جاتا ہے اُسے کچلا اور پامال کیا گیا ہے اُسے تو مٹی میں رُلاتے ہیں مگر ایک عاجز انسان اور مُردے کو آسمان پر چڑھاتے ہیں میں جب تک اس بے عزتی کا بدلہ نہ لونگا میرا زخم ہرگز اچھا نہ ہوگا پس اے دیکھو جب تمہارے امام کا یہ حال ہے تو تم کیسے ہنس سکتے ہو یاد رکھو کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم دُنیا میں نہ آتے تو نہ کوئی خدا مانا جاتا نہ کوئی نبی۔ اُسی نے آکر سب کو زندہ کیا ہے۔ اُس کا ایک ایک قول اور فعل کامل انسان بنانیکے لئے کافی ہے لعنتی ہے وہ دل جو اُسے کامل نہ مانتا ہو۔ جب تک مُردے کیطرح تمہارے دلپر چوٹ نہ ہو تب تک نہ سمجھو کہ کچھ ہو۔ راتوں کی اندھیری گھڑیوں میں دعائیں مانگو۔ کہ خدا دین کی فکر تمکو عطا کرے اس بڑے تاریک زمانہ میں اگر حضرت مسیح موعود کا وجود نہ ہوتا۔ تو یا دہریت فلسفیت اور ہر ہمو ازم تھی۔ یا یہ ناپاک اور بے غیرت مسلمان تھے جو خدا اور اُسکے رسول کی تو بے عزتی کرتے ہیں اور پردہ کی عزت۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ اپنے روح میں مطالعہ کرے کہ کسقدر خشیت اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ اُس میں ہے یاد رکھو کہ جسطرح اس عمر میں بلا ٹکٹ کے تم گھروں سے نہیں آسکتے۔ ویسے ہی اُس جہان کے لئے تقوےٰ کی ضرورت ہے تقوےٰ کا ٹکٹ لوگے تو منزل مقصود پر پہنچوگے ہر ایک عضو تمہارا شریعت کے قبضہ میں ہونا چاہئے!!!!

ہمعصر ہندوستان کی غلط بیانی

اخبار ہندوستان جو کہ کچھ عرصہ سے لاہور سے شائع ہوتا ہے اور جس نے اپنی بعض عام پسند باتوں کی وجہ سے عام شہرت اور رواج جسمیں خصوصیت سے ہندو سوسائٹی میں حاصل کرلی ہے۔ اپنے ۲ نومبر کے اشو میں حال کے آزادی پسند اور یوروپ کی تہذیب کے دلدادہ اور کورمقلدین کے خیالات در بارہ اصلاح احکام قرآنی پر ریمارک کرتا ہوا تحریر کرتا ہے کہ پردہ کی ملامت صرف سید دلاور حسین نے نہیں کی بلکہ مرزائی قادیانی بھی پردہ کے مخالف ہیں اور ان الفاظ کو جلی قلم سے لکھا ہے ہمیں ہندوستان کی اس غلط بیانی پر کمال افسوس ہے کیونکہ ابھی حال ہی میں حضرۃ مرزا صاحب علیہ السلام نے جو لکچر لاہور میں دیا ہے اور ایک تقریر جو کہ بذریعہ البدر مورخہ شائع ہو کر اُسکے پاس پہنچ چکی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب پردہ کے بڑے بھاری مؤید ہیں اور آریوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم لوگ بے پردگی کو رواج دیکر معصوم بکریوں کو دیدہ دانستہ بھیڑیوں کے آگے مت ڈالو۔ بلکہ آپ نے یہاں تک بیان کیا ہے کہ یہہ زمانہ ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ کل جگ ہے۔ اور ہندوستان پر ہمارا افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ حضرۃ مرزا صاحب کی جس تقریر مورخہ ۱۷ اکتوبر کو وہ تائید میں پیش کرتا ہے اُسمیں پردہ کی مخالفت ہرگز نہیں ہے۔ امرا میں جو اشد درجہ کا پردہ رائج ہے جس سے عورتیں ایک قیدی یا طائر در قفس کی مثال بن جاتی ہیں اُسکی اصلاح کیطرف رغبت دلائی گئی ہے عورتوں کو کھلی ہوائیں پھرانیکے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں۔ کہ وہ بے حجاب پھریں تاکہ غیر محرم لوگ آزادی سے اُن کے خط و خال کو دیکھ سکیں۔ ایک عورت پردہ میں رہکر ہوا خوری کرسکتی ہے اور اسی لئے اُس تقریر میں اشد درجہ کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس اگر حضرۃ عائشہ صدیقہ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں تو اس سے

بھی یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بے حجاب ہوتی تھیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہندوستان آئندہ اس غلط بیانی کی اصلاح کریگا۔ اور لوگوں کو اس دہوکہ سے جو کہ ایسے الفاظ سے لگ سکتی ہے اور جس سے ایک اسلامی ریفارمر کی شان پر حرف آتا ہے بچائیگا ہندوستان جیسے اخبار کے لئے ایسی غلط بیانی ایک بدنما دھبہ ہے اس قسم کی باتیں پیسہ اخبار کے حصہ میں آچکی ہیں ہندوستان اپنے وجود کو کیوں اس سے آلودہ کرتا ہے حضرت مرزا صاحب کا بحیثیت مجدد یا ریفارمر ہونے کے ایک یہ منصب بھی ہے کہ قوم کی تشدد یا غفلت کی وجہ سے جو افراط و تفریط عقاید اور اعمال میں ہوگئی ہے اس کو پھر درجہ اعتدال پر لاویں انہی میں سے پردہ بھی ہے جیسے ہندوستانی طبایع نے افراط کے درجہ پر پہنچایا کر اصل مقصد پردہ کو بالکل ہاتھ سے کھو دیا ہے جس سے عالم مستورات کی سخت حق تلفی ہوتی ہے۔ اور آپ اسے اصل مرکز یعنی حد اعتدال پر لانا چاہتے ہیں جیسکے معنے پردہ کی مخالفت کے ہرگز نہیں ہیں۔

ہندو آبادی کا تنزل

یہ بات بڑے افسوس سے بیان کیجاتی ہے کہ باوجود اسکے کہ وید آگیا کے رُو سے نیوگ جیسی نسل افزا رسم آریہ دیس میں موجود ہے پھر بھی ہندو آبادی کا تنزل دن بدن ہو رہا ہے گذشتہ مردم شماری نے بڑی وضاحت سے ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہنود کا شمار دن بدن گھٹ رہا ہے اور اخبار امرت بازار پتر کا بنگال میں کائستہ قوم کے بڑے بڑے خاندانوں کے مفقود ہونے کی خبر دیتا ہے۔ پنجاب میں اچھے خاندانی ہندو نوجوانوں کے لئے لڑکیاں نہیں ملتیں مگر سوال یہ ہے کہ نیوگ کے ہوتے ہوئے اُن کو لڑکیوں سے بیاہنے کی ضرورت کیا ہے امید ہے کہ آریہ دیس کے سوامی اور مہاشے ہر کوئی نیوگ سے بھی اعلٰے نسخہ تجویز کرکے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اصل اسلام اور اسکے مصنوعی ریفارمر

آج اس وقت اہل اسلام کی جو حالت ہے اسے ہر ایک شخص بخوبی جانتا ہے۔ کہ اسکی مثال ایک ایسے مریض کی ہے جو عرصہ دراز سے بستر بیماری پر پڑا ہوا ہے اُس کے اندرونی قوا سے میں فتور آگیا ہے۔ ہر ایک عضو نے اپنا اپنا فعل چھوڑ دیا ہوا ہے۔ طبیعت مرض کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئی ہوئی ہے ایسی حالت میں چاہئے تھا کہ کوئی حاذق اور دانا تجربہ کار طبیب جو کہ مرض کی اصل کیفیت اور اسکے اسباب کو پورے طور پر شناخت کرسکتا اُس کا معالج مقرر کیا جاتا مگر اس کی بدنصیبی سے جو اس کے معالج منتخب ہوتے ہیں وہ عنقریب اسے ملک عدم کی سیر کرانے والے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک اُن میں سے بذات خود ناتجربہ کار مریض اور قابل علاج ہے اور کوئی بھی اس قابل نہیں کہ وہ قوم کا نبض شناس ہو وہ طبیب کون ہیں آجکل کے مصنوعی ریفارمر ہیں جو کہ قوم کی ترقی اسکے عروج اور اقبال کے لئے نئے نئے رنگ کے ذرائع اور تجاویز سوچ رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ پردہ کی رسم اٹھ جاوے تو قوم ترقی کریگی کوئی کہتا ہے کہ حرمت سُود کے مسئلہ نے پستی کی حالت دکھلائی ہے ایک لباس پرست فرقہ ہے جو کہ نکٹائی اور کالر کفوں اور پتلون کی خاطر کہتا ہے کہ ارکان نماز کی اصلاح ہونی چاہئے کسی کو یہ خبط سمایا ہے کہ ہندو اور مسلمان کو ایک کرکے بیچارے سرسید کی روح کو ستاؤ تو مسلمان ترقی کرینگے کوئی تجارت کیطرف متوجہ کر رہا ہے کوئی تعلیم نسواں پر زور دے رہا ہے کوئی مغربی علوم و فنون کا شیدائی بنا رہا کوئی سیاحت پر قوم کو آمادہ کر رہا ہے غرضیکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں ایک بیچاری قوم ہے جس کی بوٹی بوٹی نچی جارہی ہے۔ اور ہر ایک ریفارمر اسے اپنی طرف بلا رہا ہے اس اینچاتانی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ صرف یہ کہ جس مریض نے ابھی ایک ماہ میں مرنا ہے وہ ایک ہفتہ میں ہی جام الوداع کو نوش کریگا۔ بیچاری قوم اب مانے تو کس کی مانے اور اتباع کرے تو کس کی کرے۔

اگر یہ سب ریفارمر قوم کے حقیقی خیر خواہ اور مرض شناس ہوں تو ان کو چاہئے کہ اول سب اتفاق کرکے مرض کی تشخیص کریں کہ منجملہ بہت سے عوارضات کے جو قوم کو لاحق ہیں کونسا عارضہ بہت خطرناک اور مہلک ہے جس کا علاج سب سے مقدم ہونا چاہئے۔ مگر جس حالت میں کہ معالجین کا ہی اتفاق آپس میں نہیں ہے۔ تو مریض کی حالت کب سنور سکتی ہے یہ تمام شکایتیں دراصل اسوجہ سے ہیں کہ جسقدر ریفارمروں نے قومی سٹیج پر اپنے آپ کو معالج پیش کیا ہے انمیں سے کوئی بھی سند یافتہ نہیں ہے۔ جسکے اوپر مریض قوم کو بھروسہ کامل اطمینان ہو۔ اس لئے موجودہ اختلاف رائے اور دائرہ ترقی کے اصل مرکز کے نہ ہاتھ آنے نے اسے اور بھی زیادہ مایوس کر دیا ہے۔

ناتجربہ کاری اور اختلاف رائے کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک اُن میں سے مرض کا باعث سردی قرار دیتا ہے تو دوسرا اس کی ضد گرمی بتلاتا ہے۔ اور ایک طبقہ اُن ریفارمر معالجوں کا ایسا ہے۔ کہ جسے قوم کی اصلی بہتری اور بہبودی سے تو کوئی غرض نہیں ہے۔ صرف اپنی مالی حالت سنوار لی یا ناموری حاصل کرنی مقصود ہے۔ اور وہ مردہ خواہ دوزخ میں جاوے خواہ بہشت میں مُلّاں کو حلوے مانڈے سے کام کا مصداق ہے۔۔ یہ وہ اخبار نویس اور لیڈر ہیں جنکو بدل اس اختلاف رائے کے خواہاں ہیں۔ قوم خواہ ہو سکے خواہ ڈوبے۔ وہ جدید خیالات قوم کے آگے پیش کر کے اُسے اپنی طرف متوجہ اور اپنے کاروبار کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور ایک حصہ اُن میں سے ایسا ہے جنہوں نے صرف یورپ کے خیالات کو قوم میں انٹروڈیوس کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے انکی مثال آجکل کے نیٹو ڈاکٹروں کی ہے کہ نہ وہ خود کوئی دوا بنا سکتے ہیں۔ نہ آلات طیار کرسکتے ہیں۔ صرف ولایت کے کیمیاگروں کے ایجنٹ ہیں کہ مریض سے کیفیت پوچھی اور ذہن میں جو مرض تجویز ہوا کتاب کھولی اور پوڈر یا ٹنکچر یا کوئی مکسچر لکھدیا۔ یورپ کی دوائیں بکگئیں کمیشن میں تنخواہ انکو بھی ملگئی۔ اگر کسی گاؤں میں یہ لوگ چلے جائیں اور وہ آبادی سے کتنی ہی دور ہو یا مریض کی اسقدر نازک حالت ہو کہ آبادی سے دوا لانے تک وہ رخصت بھی ہو جاوے۔ مگر ڈاکٹر صاحب ہیں کہ سوائے کلوروفارم یا امونیا یا [illegible] وغیرہ دواؤں کے اور کوئی ایسی دوا ہرگز تجویز نہیں کرسکتے جو اس گاؤں میں بھی سردست میسر آسکے۔ یہی حالت ان ریفارمروں کی ہے۔ کہ جو تجاویز یہ لوگ پیش کر رہے ہیں صرف یورپ کی نقل یا اُسکی ایجنسی ہے۔ انکو مطلق یہ خیال نہیں گذرتا کہ ہماری پیش کردہ تجاویز سے اہل اسلام کی اخلاقی۔ روحانی۔ تمدنی حالت اور ننگ و ناموس پر کیا اثر پڑیگا۔ اور پھر اسکا انجام قوم کی ہلاکت ہوگا۔ یا فروغ۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کے تمام ریفارمر مصنوعی ریفارمر ہیں اور وہ ایسے طبیب ہیں جنکے پاس کوئی سرٹیفکیٹ قومی مریض کے علاج کا نہیں ہے اور قوم کو ہشیار رہنا چاہئے کہ اشتہاری طبیبوں کی طرح اُن کے دہوکہ میں آکر کہیں اپنے آپ کو برباد نہ کر بیٹھے۔

امریکہ کے ایک اخبار نے مشنری سوسائٹیوں کو صلاح دی ہے کہ وہ ناحق اپنا روپیہ اسلئے برباد کر رہے ہیں کہ ہندوستان کو عیسائی بنایا جاوے اسکے لئے ایک آسان ترکیب اور وہ یہ ہے۔ کہ کل پادریوں وغیرہ کو وہاں سے بلا کر موقوف کر دیا جاوے اور تورات کے دس حکم پر جو سائیں خود عملدرآمد کریں۔ جب وہ دیکھیں کہ ... عملدرآمد درست ہے اور ہم ان احکام کے مجسم نمونہ ہیں تو ... کو خود اپنے پاس بلا کر وہ نمونہ دکھاویں اپنے ان لوگوں کی عملی حالت دیکھکر وہ خود متاثر ہونگے اور عیسائی ہوجاویں گے الاسکا ایک نہایت سرد مقام ہے جہاں لوگ ... سردی سے بچنے کیلئے داڑھی لمبی رکھتے ہیں ... کے سائنس کے ذریعہ سے جو علم انہیں پہنچی ہے وہ ... جس سے اندیشہ ہے کہ ... برف کی ... [illegible]

مراسلات

نبی اور مجدد میں فرق

مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون ایڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ نے ۱۶ فروری ۱۹۰۳ کے ضمیمہ میں شایع کیا ہے۔ اس مضمون میں حضرت شوکت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا رہیگا۔ اور یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ مطابق حدیث نبوی امت محمدیہ میں مجدد پیدا ہوتے رہے ہیں۔ مگر کسی مصلحت سے مولانا شوکت نے وہ حدیث جسکی صحت کا انہوں نے اقرار کرلیا ہے۔ نقل نہیں کی۔ شاید انکی یہ مصلحت ہو کہ الفاظ حدیث پر نظر ڈالنے سے بے خبر ناظرین بھی اصل مفہوم حدیث سے باخبر ہوجائینگے۔ بہرحال انکی مصلحت کچھ ہی کیوں نہو لیکن ہم ناظرین کی تسلی کیلئے اس حدیث کو یہاں نقل کئے دیتے ہیں پھر اسکے متعلق بحث کریں گے۔ اور مولینا شوکت نے اس حدیث کا مطلب بیان کرنے میں جو دہوکا کھایا یا دہوکا دیا ہے اسکو پبلک پر ظاہر کرینگے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالے اس امت کی بہبودی کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص معبوث کریگا جو دین محمدی کو تازہ کردیگا۔

اب مولینا شوکت نے اس حدیث کا مطلب بیان کرنے میں جو گوہر فشانی کی ہے وہ قابل توجہ ناظرین ہے فرماتے ہیں تمام اولیاء اللہ مجدد گذرے ہیں تمام اسلامی علماء اور فضلا اور مشایخ مجدد ہیں"۔ مجدد کے لقب سے ہر شخص جو کسی علم و فن کی تجدید کرے ملقب ہوسکتا ہے"۔ ہر شخص جو کسی حرفت و صنعت کا موجد ہو مجدد کہلا سکتا ہے"

میری رائے میں مولینا شوکت کی یہ پچھلی تحریر انکے پہلے اقرارات اور منشاء حدیث نبوی کے سراسر مخالف ہے۔ اگرچہ لغت کے اعتبار سے ہر شخص جو کسی علم و فن یا دین و ملت کی تجدید کرے وہ موجد یا بقول مولینا شوکت مجدد کہلائے جانیکا مستحق ہو لیکن ہر ایسا شخص حدیث نبوی کے مطابق مجدد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حدیث مذکور ہر زمانہ کے لوگوں کو شامل نہیں۔ نہ ایک زمانہ کے سب لوگوں کو شامل ہے بلکہ صرف راس مائۃ یعنے سر صدی کے زمانہ کو شامل ہے۔ پس زمانہ متذکرہ حدیث مذکورہ کے باہر جو لوگ ہوں خواہ وہ اولیاء اللہ ہوں یا علماء و فضلاء و مشایخ و مجتہد اور وہ دین کی بھلائی کیلئے کیسی ہی جد و جہد کیوں نکریں مگر وہ مطابق حدیث مذکورہ بالا مجدد نہیں ہوسکتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس پیشینگوئی سے قطعی و یقینی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ راس مائۃ کی جو قید اس حدیث میں موجود ہے۔ وہ بالکل لغو اور بیکار ہوئی جاتی ہے۔

میری اس رائے کی تائید خود شوکت صاحب کے ایک دوسرے مضمون سے بھی ہوتی ہے۔ جو انہوں نے ضمیمہ شحنہ ہند مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۲ء میں بجواب فاضل امروہی سلمہ اللہ تعالی شایع کیا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ "کیونکہ حدیث میں علی راس کل مائۃ وارد ہوا ہے یعنے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد ہوگا"

اب مولینا شوکت خود انصاف فرمائیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ ہر صدی کے سر یعنے شروع میں مجدد مبعوث ہوا کریگا۔ تو بقیہ سالہا صدی کے لوگوں سے یہ حدیث کیونکر متعلق ہوسکتی ہے۔ اور وہ لوگ جو زمانہ مندرجہ حدیث سے خارج ہیں اس حدیث کے مطابق مجدد کیسے ہوسکتے ہیں۔ علاوہ بریں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اس حدیث میں مجدد کیلئے بعث کا لفظ استعمال ہوا ہے جو نبیوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ لفظ بعث خداوند تعالے کیطرف منسوب ہے پس مجدد بھی نبیوں کی طرح مبعوث من اللہ ہوا لہذا اسکی شان بہ نسبت دیگر اولیاء اللہ و علماء و فضلا وغیرہ ارفع و اعلے ہونی چاہیئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولینا شوکت کو فاضل امروہی سلمہ اللہ تعالے کی تحریر سے اس حدیث کا علم ہونے پر جب یہ خیال پیدا ہوا کہ حدیث مذکورہ کے مطابق اس چودہویں صدی کے سر پر بھی کسی مجدد کا ہونا ضروری ہے اور اس سے مرزا صاحب کے دعوے مجددیت کو تقویت پہنچتی ہے تو آپ کھلم کھلا حدیث کا انکار تو نہ کرسکے انکی من گھڑت تاویل بلکہ تحریف پر مستعد ہوگئے۔ مگر انکی یہ تاویل اہل عقل کے نزدیک ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ آگے چلکر مولینا شوکت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا جی کے نزدیک مجدد، ولی اور نبی سب ایک ہیں حالانکہ ولی اور مجدد ہرگز نبی اور امام الزمان نہیں ہوسکتا"۔

میں کہتا ہوں کہ میری نظر سے آجتک مرزا صاحب کی ایسی تحریر نہیں گذری جسکا مطلب یہ ہو کہ مجدد اور ولی اور نبی ایک ہیں ہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

رہا آپکا یہ دوسرا جملہ کہ کوئی ولی اور مجدد ہرگز نبی اور امام الزمان نہیں ہوسکتا میرے نزدیک یہ بھی سراسر غلط ہے۔ ولی اور مجدد ضرور امام الزمان ہوسکتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب ہدایۃ الغاشیہ کے صفحہ ۳۴۹ میں حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت لکھتے ہیں کہ "مہدی موعود بھی درحقیقت ایک مجدد دین ہونگے"۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ میں امام مہدی علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ "وہ مجدد دین ہیں"۔

پس نواب صاحب کی اس تحریر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مجدد امام الزمان ہوسکتا ہے اور ہوگا۔ اور چونکہ امام مہدی آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے ولی اللہ ہونے سے مولینا شوکت کو بھی انکار نہیں ہوسکتا لہذا یہ قضیہ فیصل ہوگیا۔ کہ ولی اور مجدد امام الزمان ہوسکتا ہے اب یہ عقیدہ حل طلب باقی رہگیا کہ ولی اور مجدد نبی ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں ہم ایک مستقل مضمون ذیل میں درج کرتے ہیں۔

خاتم النبیین

مسلمانوں کا بلا اختلاف یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں قرآن کریم کی یہ آیت اس عقیدہ کی تائید کرتی ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ مگر خاتم النبیین سے کیا مراد ہے اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کیلئے یہ چند سطور پیش کروں۔

کمبخت کافروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا۔ ابتر اسکو کہتے ہیں جسکی نسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے خداوند جل شانہ نے کافروں کو جواب دیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اگرچہ مردوں میں سے کسیکا باپ نہیں یعنی جسکا کوئی صلبی بیٹا موجود نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے یعنے اگرچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی جسمانی بیٹا موجود نہیں ہے۔ مگر روحانی بیٹے موجود ہیں اور ہونگے مطلب یہ کہ جسطرح رسولوں کا سلسلہ ان کے بعد جاری رہا ہے اسیطرح حضرت محمد رسول اللہ کا سلسلہ جاری رہیگا۔ دوسری فضیلت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیان فرمائی۔ کہ آنحضرت خاتم النبیین بھی ہیں۔ واضح ہو کہ لفظ خاتم اس آیۃ میں فتح تو قانیہ کے ساتھ آیا ہے۔ خاتم کے معنے ہیں مہر پس حسب تصریح قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہوئے۔ مراد یہ کہ دستاویز نبوت کی تکمیل کیلئے آنحضرت کی ذات جامع البرکات بطور مہر قرار پائے۔ علاوہ بریں چونکہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کمالات نبوت کے انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے ہیں اور کوئی درجہ نبوت کا ایسا باقی نہیں رہگیا جو آپ کو حاصل نہوا ہو اسلئے آپ خاتم النبیین ہوئے۔

شاید کوئی بزرگ یہ اعتراض کر بیٹھیں کہ قرآن کریم کی یہ تفسیر از قسم تفسیر بالرائے ہے اسلئے ہم چند نامور علماء کے اقوال استناداً پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ خاتم کے معنے مہر لینا تفسیر بالرائے نہیں ہے۔

مولینا محمد اسمعیل صاحب محدث دہلوی اپنے رسالہ یکروزی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۶۱-۱۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "واما قول او [illegible] خاتم النبیین [illegible] نیز [illegible] علامہ [illegible] در معتمد می نویسند [illegible]"

قادیان کی خبریں

حضرت خلیفۃ اللہ المسیح الموعود کی طبیعت ہفتہ مختتمہ [illegible] علیل رہی۔ پیشاب کثرت سے دن [illegible] آتا رہا اور دوران سر اور [illegible] شکایت رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنا [illegible]

[illegible] دیگر صاحبان کو بھی تا حال صحت [illegible] اگرچہ اپنے فرائض کو بجا لا [illegible]

[illegible] گئی ہے۔ [illegible] تاریخ نومبر مقرر ہوئی ہے +

[illegible] حکیم نور الدین صاحب نے علاوہ درس قرآن شریف [illegible] براہین احمدیہ بھی شروع فرمایا ہے جس کو مدرسہ کے [illegible] اور دیگر احباب بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ [illegible] اور کیا عمدہ ہو کہ یہ کتابیں [illegible] تعلیم الاسلام ہائی سکول کے کورس میں بھی رکھی جاویں۔

قادیان [illegible] رمضان کا چاند [illegible] نومبر کو دیکھا گیا اور [illegible] جمعرات اول روزہ [illegible]

[illegible] مولوی محمد علی صاحب [illegible] رسالہ [illegible] تا حال [illegible]

[illegible] ایک کتاب [illegible] شیعہ [illegible] مولوی [illegible] نہیں [illegible] کتاب [illegible] مفصل [illegible] قاضی ظفر الدین صاحب [illegible] قاضی محمد قاسم [illegible] واقعی عمدہ ہے۔

توسیع اشاعت [illegible] کتابت

امداد کی فنڈ۔ حافظ غلام رسول صاحب [illegible] وزیر آباد حافظ نور احمد صاحب [illegible] میاں محمد حسین صاحب کلکتہ اور منشی محمد جعفر خان صاحب [illegible] ممالک متوسط سے اس تجویز کو منظور فرماتے ہیں کہ [illegible] شرائط بھی نمبر اول ۱۹۰۶ء کی قیمت ان سے وصول کر لی جاوے۔

سفر سیالکوٹ میں بعض احباب نے زبانی فرمایا کہ انکو تجویز سے اتفاق ہے خط لکھنے کی فرصت نہ ہوئی۔

توسیع اشاعت ۔ مولوی محمد یٰسین صاحب کی تحریک سے سید حیات علی شاہ صاحب نے [illegible] اخبار خرید فرمائی ہیں۔

منشی ایس ایم یوسف صاحب افسوس فرماتے ہیں کہ ان کی چٹھی مندرجہ البدر پر دوستوں نے توجہ نہیں فرمائی اور منشی صاحب موصوف [illegible]

نے خود [illegible] روپیہ بطور امداد کے ارسال کر دئے ہیں۔

منشی مولوی محمد دین صاحب احمدی پٹیالہ سے تجویز فرماتے ہیں کہ اگر چٹھیوں کا کارخانہ کا کار نہیں چلتا تو قیمت سے ریڈیلا نہ کر دیگار لیکن میری رائے ہے۔ کہ عام قیمت تو چار یا [illegible] ہی رہے ہاں جو صاحب استطاعت رکھتے ہیں انکی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ بجائے ... مقررہ قیمت [illegible] سالانہ دیویں جیسے کہ بعض احباب نے منظور بھی فرمایا ہے منشی محمد حسین صاحب کلرک دفتر سرکاری [illegible] لاہور کی یہ تجویز بہت خوب ہے کہ چار کی بجائے [illegible] سالانہ چندہ ہو [illegible] گراں نہیں گذرتا۔

چٹھیاں ۔ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب نے ابھی تک ہماری نمبر وار چٹھیاں مطالعہ نہیں فرمائیں اور جوں جوں وہ مطالعہ میں آتی ہیں احباب ان سے اتفاق ظاہر کرتے ہیں لہذا امید ہے کہ جن احباب نے [illegible] فرمائی ہیں [illegible] احباب کو ضرور مطالعہ کرا دیں [illegible]

ایک سوال

۲۹ اکتوبر کے ہفتہ وار اخبار [illegible] راولپنڈی سے ایک سوال مندرجہ [illegible] یہ عنوان لکھکر مولوی ہدایت اللہ صاحب [illegible] پڑھتی ہیں کہ کئی سال سے [illegible] قادیانی اور [illegible] مسئلہ اختلاف اور مناظرہ برپا ہو رہا ہے جانبین سے رسالے لکھے گئے بحثیں ہوئیں مگر ہنوز روز اول ہے۔ اگرچہ ان مسلمانوں سے متعدد مسائل میں اختلاف ہے مگر [illegible] بیشتر حضرت عیسیٰ کی حیات و ممات کا مسئلہ [illegible] اشتیاق ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دین کا مدار ہے اور بتاتے ہیں کہ قرآن شریف سے حضرت [illegible] علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے اور اب تک ساری امت غلط فہمی میں مبتلا رہی ہے مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن مجید سے انکی حیات ثابت ہوتی ہے اور مرزا جی نے غلط کہا ہے چونکہ ہر فریق اپنے مخالف پر غلط فہمی کا الزام ثابت کرتا ہے۔ اسلئے مسئلہ کے متعلق ایک عام فہم سوال جسکے ضمن میں کئی سوال ہیں لکھا جاتا ہے۔ امید کہ اسکا جواب مرزا صاحب یا ان کے کوئی باضابطہ قائم مقام دیں گے۔

سوال ۔ قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے یہود اور نصاریٰ کے درمیان اس مسئلہ میں کچھ اختلاف تھا یا نہیں سکوت تھا۔ یا اتفاق تھا۔ تو موت پر تھا یا حیات پر۔ اگر اختلاف تھا تو قرآن مجید نے نازل ہو کر اسکا کچھ فیصلہ کیا یا نہیں اگر کیا تو وہ فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا یا نہ سمجھا۔ اور اگر سمجھا تو کسی کو بھی سمجھایا تھا یا نہیں اگر سمجھایا تھا تو فی زمانا اگر کوئی اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی کیفیت دریافت کرنی چاہے تو اس کیواسطے کوئی سبیل ہے یا نہیں۔

اور اگر ہے۔ تو وہ کیا ہے۔ جواب کی بنا رسایہ کے مسلمات پر ہونی چاہئے۔

ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس سوال میں کونسی ایسی بات ہے جس کے لئے خود حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کو قلم برداشت کرنیکی ضرورت ہو۔ اور نہیں معلوم کہ سائل کے نزدیک مسیح موعود علیہ السلام کے کون **باضابطہ قائم مقام** کئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ کسی دوسرے کا جواب پسند نہیں کرتے۔ اسلئے ہمیں اسپر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر مولوی صاحب کو صرف حق اور راستی سے مطلب ہوتا۔ تو اس قید کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ انکو کسیکے ذریعہ سے سمجھ آتا۔ جیسے کہ احادیث میں بھی آیا ہے کہ حکمت مومن کی گمشدہ [illegible] ہوئی بات ہے جس سے ملجاوے۔ لے لیوے [illegible] کر گذار ہو۔ پر حسب شرط مندرجہ سوال اول ملاۃ کا فیصلہ

ایک چھوٹا سا مجاہدہ

حضرت [illegible] علیہ السلام اور حضرۃ حکیم نور الدین کے خطبوں اور [illegible] سنے ہونگا۔ کہ ہر ایک کام کے ابتدا میں اول یہ سوال [illegible] سوچنا چاہئے۔ کہ آیا یہ کام خدا تعالے کے حکم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے کہ نہیں [illegible] کھانا اسلئے کھاؤ کہ کلوا کا حکم ہے اور پانی اسلئے پیو۔ کہ اشربوا کا حکم ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک آسان بات ہے۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ آسان ہرگز نہیں ہے۔ کھانے پینے میں دیکھا گیا ہے۔ کہ ابتدا میں یہ سوال اور نگہداشت ضرور بھول جاتی ہے اس لئے اس پر مشق اور مداومت اختیار کرنیکے لئے میرے ذہن میں یہ تجویز آئی ہے۔ کہ اسے جلی قلم سے لکھکر نشست و برخاست کی جگہ پر لگا دیا جاوے کہ ہر وقت نظر پڑتی رہے۔ بعض احباب کی بھی یہ آرزو دیکھکر اسے چھپوا دیا گیا تھا جو کہ دراصل ۱۶ اکتوبر کی اخبار کے ہمراہ ارسال ہونا تھا۔ مگر غلطی سے رہ گیا۔ اور اب ارسال ہے

اس میں خورد و نوش کی جگہ خورد و نوش صحیح کر لیا جاوے

برلن میں ایک گھوڑے کی نمائش ہو رہی ہے جو کہ ریاضی کے معمولی جمع تفریق ضرب تقسیم کے سوال حل کرتا ہے ہفتے کے دن اور تاریخیں بتلاتا ہے۔ فوٹو کی شناخت کرتا ہے۔ رنگوں اور باجوں کی سروں میں تمیز کرتا ہے واللہ اعلم۔
(از ہندوستان)

البدر نمبر ۳۷ + ۳۸ + ۳۹ کارخانہ کے ذمہ باقی ہے جو کہ چھپ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ عنقریب ارسال ہوگا +